السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بازار میں بچوں کے کھلونے دستیاب ہیں، ان میں متحرک کھلونے بھی ہیں، مثلاً گڑیاں وغیرہ کیا ان کی خرید وفروخت جائز ہے اور انہیں گھر میں رکھا جا سکتا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بچوں کے لیے کھلونے بنانا اور انہیں بازار میں فروخت ازخود ناجائز نہیں، بشرطیکہ ان میں کوئی قباحت موجود نہ ہو۔ بچوں کے لیے گڑیوں کی دو صورتیں ہیں:

1 انہیں پوری باریکی سے تمام خدوخال کے ساتھ بنایا گیا ہو، جو نقل مطابق اصل ہوتی ہے، ان کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ انہیں بنانا، ان کی خرید وفروخت کرنا اور انہیں گھروں میں رکھنا جائز نہیں۔ یہ ان ممنوعہ تصاویر سے ہیں جنہیں بنانے یا گھر میں رکھنے کی شریعت نے اجازت نہیں دی۔

محض ایک سرسری ساڈھانچہ جو کسی جاندار کا ہوتا ہے جیسے لکڑی کے گھوڑے یا کپڑے کی گڑیاں۔ ان کے خدوخال نمایاں نہیں ہوتے، بلکہ عام طور پر گھروں میں بچیاں اپنے طور پر ہاتھ سے گڑیاں وغیرہ بنا لیتی ہیں، اس قسم کی ایک گڑیاں بنائی جا سکتی ہے، انہیں بیچنا اور خریدنا بھی جائز ہے اور گھر میں رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔[1] روایت میں صراحت ہے کہ یہ گڑیاں کھلونوں کی قسم سے تھیں۔[2]

دیگر روایات میں ہے کہ ان کھلونوں میں کپڑے کا ایک گھوڑا بھی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اس کے دو پر بھی تھے۔[3]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن گڑیوں کے خدوخال نمایاں نہ ہوں اور وہ بچوں کے امور خانہ داری سکھانے کے لیے کار آمد ہوں تو انہیں بازار سے خریدنے یا خود تیار کرنے میں چنداں حرج نہیں لیکن دور حاضر میں کھلونوں کی جو ترقی یافتہ صورت ہے کہ پلاسٹک، کپڑے اور پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں جو اصل کے ہو بہو مشابہت رکھتے ہیں، ایسے کھلونوں سے گریز کرنا چاہیے۔ اسی طرح گھروں میں کچھ جانوروں کی تصاویر بطور آرائش رکھی جاتی ہیں اور انہیں کھلونوں کا نام دیا جاتا ہے، انہیں رکھنے کی بھی کسی طرح اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (واللہ اعلم)

---

[1] بخاری الادب: ٦١٣٠۔

[2] صحیح مسلم، فضائل الصحابة: ٦٢٨٨۔

[3] ابوداؤد، الادب: ٤٩٣٢۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:254

محدث فتویٰ